سوال

کئی برس تک اپنے والد کے پاس قلیل سی تنخواہ پر کام کیا اور اب علیحدہ ہو کر اپنا کام کرنا والد سے قطع رحمی تو نہیں کہلائیگی

جواب

لحمد للہ.

ل :

مال ایمان میں شامل ہے کہ مسلمان کے لیے اللہ سبحانہ وتعالی نے دنیاوی معاملہ میں جو کچھ تقسیم کیا ہے یعنی روزی اور کام وملازمت وغیرہ اس پر راضی ہو اور اسے قبول کرے اور نعمت پر شکر کی تکمیل اس طرح ہوتی ہے کہ :

خص اپنے اوپر والے شخص کو مت دیکھے کہ جسے اللہ نے دنیاوی امور میں اس پر فضیلت دی ہے اسے دیکھتا پھر اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے، تاکہ اسے اللہ کی نعمت کی قدر ہو سکے.

ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جب تم میں سے کوئی شخص اسے دیکھے جسے مال اور خلقت میں اس پر فضیلتی دی گئی ہے تو وہ اپنے سے کم تر شخص کی طرف دیکھے "

ر (6125) صحیح مسلم حدیث نمبر (2963).

ب روایت میں یہ الفاظ ہیں :

ے دیکھو جو تم سے نیچے ہے، اور اپنے سے اوپر والے کو مت دیکھو، یہ اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ تم اپنے اوپر اللہ کی نعمت کی قدر کرو گے اسے حقیر نہیں جانو گے "

ر (6490) صحیح مسلم حدیث نمبر (2963).

ا یہ نہیں کہ اگر وہ اس امر پر راضی نہیں تو امر واقع کے سامنے سر تسلیم خم کر دے، یا پھر دین و دنیا میں اسے اس سے بہتر حاصل ہونا ممکن ہو تو وہ اسی پر گزارا کرے اور اس سے بہتر کی تلاش نہ کرے.

یر کو اللہ کی تقدیر سے ہی ہٹانا چاہیے، تو وہ روزی کے لیے بہتر وسائل تلاش کرے، اور تقدیر کو اسباب کے ساتھ دور کرے، یعنی ملازمت اور تجارت اور کام کرکے.

م :

ں سلوک کرنا بہت بڑی نیکی اور اللہ کے قرب کا باعث ہے، جس سے اللہ سبحانہ وتعالی کی خوشنودی اور رضا حاصل ہوتی ہے، اور اسے دنیا و آخرت کی توفیق سے نوازا جاتا ہے، اللہ سبحانہ وتعالی اس کی بنا پر بندے سے تکلیف و شر اور گناہ و آزمائش دور کرتا ہے، اور اس کا علم اللہ ہی کو ہے.

ے اللہ سبحانہ وتعالی نے والد کا حق بہت بڑا بیان کیا ہے، حدیث میں اس کی تصریح کچھ اس طرح ہے :

ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" بیٹا اپنے باپ کا بدلہ اسی صورت میں دے سکتا ہے کہ اگر وہ اپنے والد کو غلام پائے تو اسے خرید کر آزاد کر دے "

ر (1510).

م نووی رحمہ اللہ کا کہنا ہے :

" یعنی وہ والد کے احسان کا بدلہ اور اس کا حق اسی صورت میں کر سکتا ہے کہ وہ اسے خرید کر آزاد کر دے "

ں (153/10).

آپ اپنے والد کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہیں اور ان کے حق میں کوئی کوتاہی نہ کریں تو آپ کا اپنے والد کے پاس سے نکل کر کہیں اور ملازمت اور کام تلاش کرنے میں ان کے ساتھ قطع تعلقی میں شامل نہیں ہوگا، خاص کر جب آپ کے بیوی بچے اس کے ضرورتمند بھی ہیں کہ آپ کوئی ایسا کام کریں جس ،

، آپ اپنے والد صاحب کے کام کی بجائے کوئی اور کام تلاش کریں تو یہ آپ کے والد کے احساسات کو بیدار کر دے اور وہ آپ کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے آپ کی تنخواہ میں اضافہ کر دے، اور آپ کی معاشی حالت بہتر ہو جائے.

م :

تقبل کے بارہ میں خوفزدہ ہونا اللہ سبحانہ وتعالی پر توکل میں کمزوری اور ضعف کی علامت ہے، قوی ایمان والا مومن شخص تو اپنی عمر میں سے کوئی وقت اس لیے نہیں دیتا کہ وہ آنے والے کل کی پریشانی میں بتلا ہو اور غم میں پڑا رہے.

معنی نہیں کہ مستقبل کی راحت کے لیے جائز اسباب بھی اختیار نہ کیے جائیں، بعض اوقات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے لیے پورے سال کا غلہ اکٹھا کر لیا کرتے تھے.

ں کلام سے ہمارا مقصد تو یہ ہے کہ مومن شخص میں قوت ایمانی ہونی چاہیے جس سے وہ آئندہ مستقبل میں پیش آنے والی پریشانی اور خوف کو ختم اور دور کر سکے.

ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

ن اللہ کے ہاں ضعیف اور کمزور مومن سے بہتر اور زیادہ محبوب ہے، اور ہر ایک میں خیر پائی جاتی ہے، جو چیز تمہیں فائدہ دے اس کی حرص رکھو، اور اللہ سے مدد مانگو، اور عاجز مت ہو جاؤ.

ر آپ کو کچھ (تکلیف) ہو جائے تو یہ مت کہو کہ اگر میں ایسے ایسے کر لیتا تو یہ ہو جاتا، لیکن یہ کہو کہ اللہ تعالی نے جو مقدر کیا تھا وہی ہو، اور اللہ نے جو چاہا کر دیا کیونکہ اگر (لو) شیطانی عمل کا دروازہ کھولتا ہے "

بر (2664).

شخص اپنے توکل کی بنا پر قوی وطاقتور ہوتا ہے، اور وہ اپنے خالق ومالک اللہ سبحانہ وتعالی کی مدد وتعاون کر کے قوی ہوتا ہے، مسلمان شخص جو کمزوری اور ضعف یا پھر خوف محسوس کرتا ہے وہ تو صرف شیطانی وسوسہ اور چال ہوتی ہے.

لیے مومن شخص پر واجب ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالی سے دعا کر کے اور اللہ کی مدد طلب کرتے ہوئے اللہ پر حس توکل کے ساتھ اس وسوسہ کو دور کرے.

جو کام بھی کرنا چاہتے ہیں اس میں اللہ تعالی سے استخارہ کریں، اگر اس کام کے لیے آپ کا شرح صدر ہو اور وہ کام آپ کے لیے آسان ہو جائے تو آپ اس کام کو کر لیں اور اس میں کسی بھی قسم کا تردد مت کریں، اور اللہ سے مدد طلب کرتے ہوئے کام شروع کر دیں.

م:

یاء منتقل کرنے میں بطور ڈرائیور کام کرنا کوئی گندا اور برا عمل نہیں، اور نہ ہی یہ کام کسی شخص کے لیے عیب کہلاتا ہے، چاہے آپ کے ملک میں یہ کام دوسروں ملکوں سے آنے والے ملازمین کے ساتھ مخصوص ہے.

داہے کا کام کرنے سے اکثر لوگ پسند نہیں کرتے حالانکہ انبیاء ورسولوں نے یہ کام کیا ہے.

ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ سبحانہ وتعالی نے جتنے بھی انبیاء مبعوث کیے سب نے بکریاں چرائی ہیں"

صحابہ کرام نے عرض کیا:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے بھی؟

سول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جی ہاں، میں اہل مکہ کی چند قیراط کے عوض بکریاں چرایا کرتا تھا"

بر (2143).

ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"زکریا (علیہ السلام) بڑھئی تھے"

بر (2379).

سبحانہ وتعالی نے قرآن مجید میں بتایا ہے کہ داود علیہ السلام لڑائی میں استعمال کی جانے والی درع بنایا کرتے تھے، اور یہ چیز اللہ سبحانہ وتعالی نے انہیں سکھائی تھی.

سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

داود (علیہ السلام) کے تابع کر دیے جوان کے ساتھ تسبیح کرتے تھے، اور پرندے بھی، اور ہم کرنے والے تھے

اور ہم نے اسے تمہارے لیے لباس بنانے کی کاریگری سکھائی تاکہ لڑائی کے ضرر سے تمہارا بچاؤ ہو، کیا تم شکر گزار بنو گے الانبیاء (79-80).

وسکتا ہے آپ نے جو کام کرنے کی نیت کر رکھی ہے وہ کمائی اور آمدنی میں سب سے بہتر ہو؛ کیونکہ یہ آپ کے ہاتھ کی کمائی ہوگی، اور پھر حدیث میں وارد ہے کہ:

بن معدان مقدام رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

پنے ہاتھ سے کام کرنے والی کی کمائی سے بہتر کسی کی کمائی نہیں ہے، اور پھر اللہ کے نبی داود علیہ السلام تو اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا کرتے تھے"

بر (1966).

س لیے میرے بھائی میری آپ کو یہی نصیحت ہے کہ:

اور اچھے طریقہ سے بات کریں کہ جب آپ اپنا کام پوری دیانتداری سے کر رہے ہیں اور اس میں کوئی کوتاہی نہیں کرتے تو وہ آپ کی تنخواہ میں اضافہ کر کے آپ کی حالت سدھارے، اور اس سلسلہ میں آپ اللہ سبحانہ وتعالی سے دعا بھی کریں کہ وہ آپ کے والد کا آپ کے لیے شرح صدر کر دے، اور صحیح را

یہ قبول نہ کریں اور آپ کو کوئی ایسی ملازمت اور کام مل جائے جو آپ کے لیے کافی ہو تو آپ کے لیے کوئی دوسرا کام کرنے میں کوئی حرج نہیں، چاہے وہ ڈرائیور کا کام ہو یا پھر کوئی اور تاکہ آپ اپنی معاشی حالت کو درست کر سکیں.

رحمی نہیں کہلائیگا، اور جب ڈرائیوری کے کام میں کوئی حرام یا شبہ والی چیز شامل نہیں ہی تو پھر آپ اس کو ہیچ مت تصور کریں اور اسے اختیار کرنے میں ہچکاہٹ کا شکار نہ ہوں، کیونکہ آدمی کے لیے بہتر اور اچھی کمائی وہی ہے جو وہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتا ہے.

آپ کو کوئی ایسا کام ملتا ہے جس پر آپ کا والد اور بھائی بھی موافق ہوں تو ہماری رائے یہی ہے کہ آپ وہ کر لیں، تو اس طرح آپ کے لیے اپنے خاندان والوں کی رضامندی اور کام دونوں کو جمع کر لیں گے.

ہے کہ آپ کا ڈرائیوری اختیار کرنا آپ کی اولاد کے لیے رشتہ داروں میں حرج کا باعث بنے جسے آپ دور نہ کر سکیں، اس لیے آپ ان نفسیاتی امور کو ذرا غور سے دیکھیں.

عتبار سے تو یہ جائز ہے اور فی ذاتہ اس کام میں کوئی عیب نہیں، اور نہ ہی یہ کام ہیچ شمار ہوتا ہے، لیکن ہماری رائے ہے کہ آپ اپنے خاندان والوں کی خوشی کا بھی خیال کریں، اور جس ماحول میں رہتے ہیں اس کے عرف کو بھی مدنظر رکھیں کیونکہ یہ اہم ہے، اور پھر آپ ان کی مخالفت بھی نہیں کرنا چاہتے، بلکہ آ

آپ کوئی ایسا کام تلاش کریں جو آپ کے ماحول کے مناسب ہو، اور اگر ممکن ہو سکے تو آپ اپنے والد کے ساتھ کیے ہوئے کام میں تجربہ سے بھی مستفید ہوں، اور تجارت کریں امید ہے کہ آپ کے لیے یہی مناسب ہوگا.

پر حسن توکل کرتے ہوئے آپ مستقبل کے بارہ میں خوف کو دور کر دیں، اور اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے کثرت سے گریہ زاری کریں کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی ہی آپ کو کافی ہے.

ہے کہ وہ آپ کو عافیت سے نوازے اور آپ کے رزق میں وسعت پیدا فرمائے، اور آپ سے خوف وخدشات کو دور کرے، اور آپ کے والد کا شرح صدر کرے تاکہ وہ آپ کی حالت کو سدھارنے کا باعث بنے.

والله اعلم.